شاہد حسین رزاقی

انڈونیشیا میں داخلی کشمکش

۱۷ اگست ۱۹۴۵ء کو انڈونیشیا کی آزادی کا اعلان کیا گیا اور اس وقت ملک کو شدید ترین خطرات لاحق تھے۔ لیکن اس اعلان اور نئی حکومت کے قیام کے ساتھ ہی انڈونیشیا کے رہنماؤں میں حصولِ اقتدار کے لیے شدید کشمکش شروع ہو گئی۔ سازشیں اور شورشیں ہونے لگیں۔ اور ایک ایسے نازک دور میں جب کہ ولندیزیوں کا اقتدار پھر قائم ہو جانے کا خطرہ پیدا ہو گیا تھا، انڈونیشیا کے بعض شر پسند اور خود غرض لیڈروں نے حکومت حاصل کرنے کی کوشش میں ملک و ملت کو شدید نقصان پہنچایا اور ملک کی آزادی تک کو خطرہ میں ڈال دیا۔

حکومت سے شہریر کا تعاون

سوکارنو اور شہریر کے درمیان اس بات پر اختلاف تھا کہ آزادی کا اعلان کن الفاظ میں کیا جائے۔ آخر کا جو اعلان مرتب کیا گیا وہ شہریر کے خیال میں ایسا نہ تھا جو عوام میں جوش و خروش پیدا کر دے۔ چنانچہ انہوں نے سوکارنو اور حتا کی حکومت میں شریک ہونے سے انکار کر دیا۔ کچھ دنوں کے بعد شہریر نے جاوا کے مختلف حصوں کا وسیع دورہ کیا تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ نئی حکومت کے بارے میں عوام کی کیا رائے ہے۔ اپنے دورہ میں شہریر نے یہ محسوس کیا کہ اعلانِ آزادی نے عوام میں غیر معمولی جوش پیدا کر دیا ہے اور وہ جمہوریہ کی پوری تائید کرتے ہیں۔ چنانچہ شہریر نے اپنا طرزِ عمل بدل دیا اور سوکارنو اور حتا کو جمہوریہ کا قائد تسلیم کر کے ان کی تائید کرنے لگے۔

سوبارجو اور ملاکا کے مقاصد

سوبارجو اس وقت ملک کی واحد سیاسی پارٹی کا لیڈر تھا۔ اور اس کی جماعت کے رکن اور حامی کابینہ اور مقامی

حکومتوں میں موجود تھے۔ چنانچہ وہ سیاسی اقتدار حاصل کرنے کا خواہش مند تھا۔ شہریر سوبارجو کی جماعت کا سخت مخالف تھا۔ اس لیے سوبارجو نے بااثر کمونسٹ لیڈر تان ملاکا کی حمایت حاصل کرنے کی کوشش کی۔ تان ملاکا سوکارنو اور ہتا کا بہت مخالف تھا اور وہ سوبارجو کا ساتھ دینے پر نہ صرف آمادہ ہوا بلکہ تمام سازشوں کا سرغنہ بن گیا۔ ملاکا نے حکومت کا تختہ الٹنے کے لیے شہریر کی امداد حاصل کرنے کی کوشش کی۔ چنانچہ وہ شہریر سے ملا اور یہ تجویز پیش کی کہ سوکارنو کی حکومت کا تختہ الٹ کر نئی حکومت قائم کی جائے جس میں تان ملاکا صدر ہو۔ سوبارجو نائب صدر ہو اور شہریر وزیراعظم ہو۔ لیکن شہریر نے یہ تجویز مسترد کر دی اور کہا کہ سوکارنو اور ہتا عوام میں بہت مقبول ہیں اور ان کے خلاف سازش کے نتائج خطرناک ہوں گے۔

سوکارنو کی مخالفت

شہریر کے جواب سے مایوس ہو کر تان ملاکا نے ایک اور تدبیر سوچی۔ اور سوکارنو سے کہا کہ ملک کے حالات ایسے ہیں کہ سوکارنو اور ہتا دونوں خطرے میں ہیں۔ اگر وہ مار ڈالے گئے تو حکومت کا سارا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ اس لیے یہ مناسب ہو گا کہ سوکارنو تان ملاکا کو اپنا جانشین نامزد کر دے۔ لیکن سوکارنو نے یہ تجویز مسترد کر دی اور کہا کہ اس نے ملک کے چار ممتاز رہنماؤں کو اپنا جانشین قرار دینے کا فیصلہ پہلے ہی کر دیا ہے۔ اب ملاکا نے سوکارنو اور ہتا کے خلاف پروپیگنڈا شروع کر دیا۔ اور یہ کہنے لگا کہ کابینہ میں زیادہ تر وہ لوگ ہیں جنہوں نے نہ تو خفیہ تحریکوں میں حصہ لیا اور نہ جاپانیوں کی مخالفت کی۔ یہ لوگ وزیر بنائے جانے کے مستحق نہیں ہیں اور ان کی حمایت سے سوکارنو کی حکومت مطلق العنان بن گئی ہے۔ سوکارنو اور ہتا پہلے جاپان کے کارندے تھے اور اب وہ انگریزوں کے کارندے بن گئے ہیں۔ اس لیے ان کو نکالنا بہت ضروری ہے۔ اس پروپیگنڈا کے ساتھ ہی ملاکا نے ہتا اور سوکارنو کے درمیان اختلاف پیدا کرنے اور شہریر کو اپنا حامی بنانے کی کوشش جاری رکھی۔ چنانچہ اس نے شہریر کو صدر بنانے کی تجویز بھی پیش کی لیکن شہریر نے انکار کر دیا۔ اب ملاکا نے شہریر کی مخالفت بھی شروع کر دی اور اس کے خلاف پروپیگنڈا کرنے لگا۔

مخالف عناصر کا اتحاد

سوکارنو اور ملاکا کی کشمکش شدت سے جاری تھی۔ سوبارجو اور سوکارنی ملاکا کی تائید کر رہے تھے جن کے حامی کافی تعداد میں قومی مجلس میں موجود تھے۔ اس کشمکش میں شہریر کے گروپ کی فیصلہ کن اہمیت تھی۔ چنانچہ سوکارنو نے شہریر سے ملاقات کی اور اس کو وزیر اعظم بننے کی دعوت دی۔ شہریر نے یہ پیشکش اس شرط پر قبول کر لی کہ اس کو کابینہ بنانے کی پوری آزادی حاصل ہو گی۔ چنانچہ سوکارنو نے پہلی کابینہ کو برطرف کر دیا اور ۱۴ نومبر ۱۹۴۵ء کو شہریر نے اپنی پہلی کابینہ بنائی۔ اس کابینہ میں زیادہ تر شہریر کے حامی تھے اور پہلی کابینہ کے صرف دو وزیر لیے گئے تھے۔ جو وزیر الگ کیے گئے تھے وہ بھی سوکارنو اور شہریر کی مخالفت کرنے لگے اور تان ملاکا سے مل گئے۔ اب تمام مخالف عناصر نے متحدہ طور پر یہ پروپیگنڈا شروع کیا کہ مجلس عاملہ اور کابینہ دونوں غیر نمائندہ ہیں۔ کیونکہ ان میں دوسری پارٹیوں کے نمائندے شامل نہیں ہیں۔ صرف شہریر کی جماعت برسر اقتدار ہے اور کسی ایک گروپ کا اقتدار قومی مفاد اور ملک کے استحکام کے لیے نقصان رساں ہے۔ جب یہ مخالفت بہت بڑھ گئی تو شہریر نے اعلان کیا کہ مرکزی قومی مجلس کا اجلاس طلب کیا جا رہا ہے۔ یہ مسئلہ اس کے سامنے رکھا جائے گا اور اگر اس نے اعتماد کا اظہار نہ کیا تو کابینہ مستعفی ہو جائے گی۔ اس اعلان کے مطابق جب قومی مجلس کا اجلاس ہوا تو اس نے اعتماد کی قرارداد منظور کر لی۔ مجلس عاملہ کی اکثریت سوکارنو اور حتا کی حامی تھی اور کابینہ شہریر کے حامیوں پر مشتمل تھی۔ جب قومی مجلس نے بھی حکومت پر اعتماد کا اظہار کر دیا تو ملاکا اور اس کے حامیوں کا موقف بہت کمزور پڑ گیا۔

متحارب محاذ کا قیام

جنوری ۱۹۴۶ء میں قومی انتخابات ہونے کی توقع تھی۔ اور اب ملاکا نے انتخابات میں کامیابی حاصل کرنے کی جدوجہد شروع کر دی۔ چنانچہ ملاکا نے اپنی جماعت کے لیے ایک بڑا انقلابی پروگرام بنایا جو انتہا پسند عناصر اور نوجوانوں کے لیے جاذب توجہ تھا۔ عوام کی تائید حاصل کرنے کے لیے اس نے ولندیزیوں کے خلاف بڑی سخت تجاویز پیش کیں۔ اس پروگرام کی اشاعت کے بعد ملاکا نے تمام انتہا پسند جماعتوں، جوشیلے نوجوانوں،

شہریر کے مخالف سیاسی لیڈروں اور عسکری تنظیموں کو اپنی تائید میں متحد کرنے کی کوشش شروع کر دی۔ چنانچہ جنوری ۱۹۴۶ء میں ان تمام اداروں کے تین سو مندوب پردو کرتو میں جمع کیے اور تان ملاکا نے قومی اتحاد کی خاطر چھوٹی چھوٹی جماعتوں کو توڑ کر ایک بڑی تنظیم قائم کرنے، غیر ملکیوں کی تمام املاک ضبط کر لینے اور ولندیزیوں کا شدید مقابلہ کرنے کی تجویزیں پیش کیں اور ایک ایسی جنگجو تنظیم قائم کرنے پر زور دیا جو آزادی کی تحریک کو کامیاب بنائے۔ ولندیزیوں کو ملک سے نکال باہر کرے۔ غیر ملکی املاک کو اہل ملک میں تقسیم کر دے اور حکومت اور سیاسی پارٹیوں میں ہم آہنگی پیدا کر کے ملک کو مستحکم بنائے۔ ان تجاویز پر عمل کرنے کے لیے متحارب محاذ (PESSADIAN PERDJUANGAN) کے نام سے ایک متحدہ تنظیم قائم کی گئی جو تیزی سے ترقی کرنے لگی اور ایک مہینے کے اندر اس تنظیم میں ۱۴۱ جماعتیں شامل ہو گئیں جن میں کئی اہم سیاسی جماعتیں اور فوجی تنظیمیں بھی تھیں۔ قومی فوج کا سپہ سالار جنرل سودیرمان بھی ملاکا کی حمایت کرنے لگا جس سے اس کی طاقت بڑھ گئی۔

قومی مجلس کے لیے مشکلات

جنوری ۱۹۴۶ء میں انڈونیشی قومی پارٹی نے یہ مطالبہ کیا کہ مرکزی قومی مجلس اور مجلس عاملہ کے ارکان میں تبدیلی کر کے یہ دونوں مجالس اس طرح تشکیل دی جائیں کہ مختلف سیاسی جماعتوں کی صحیح نمائندگی ہو سکے۔ ملک کی دوسری کئی جماعتوں نے بھی قومی پارٹی کی اس قرارداد کی تائید کی۔ اور فروری میں خود مجلس عاملہ نے بھی اس سے اتفاق کر لیا۔ یہ زمانہ بہت نازک تھا۔ کئی علاقوں پر انگریزوں اور ولندیزیوں نے قبضہ کر لیا تھا اور کئی جگہ لڑائی ہو رہی تھی۔ ان حالات میں انتخابات کرانا ممکن نہ تھا۔ کچھ دنوں کے بعد مجلس عاملہ نے استعفا دیدیا۔ اور قومی مجلس کے لیے بڑی مشکلات پیدا ہو گئیں۔ متحارب محاذ شروع سے یہ مطالبہ کر رہا تھا کہ شہریر کی وزارت برطرف کر دی جائے۔ جب قومی مجلس اور مجلس عاملہ نے بھی یہ طے کر لیا کہ شہریر کی وزارت کی بجائے ایک مخلوط قومی وزارت قائم کی جائے تو شہریر نے استعفا دیدیا۔

حکومت کے اختیارات میں اضافہ

سوکارنو نے تان ملاکا کو وزارت بنانے کی دعوت دی۔ شہریر کی مخالفت میں جو عناصر ملاکا کی حمایت کر رہے تھے وہ کابینہ کے استعفا دینے کے بعد الگ ہو گئے۔ اور جماعتی مفاد و ذاتی اختلافات کی وجہ سے متحارب محاذ میں انتشار پیدا ہو گیا۔ اس محاذ کے کئی با اثر لیڈروں اور جنرل سودیرمان نے بھی تان ملاکا کو وزیر اعظم بنانے کی مخالفت کی۔ چنانچہ ملاکا وزارت نہ بنا سکا۔ اور سوکارنو نے پھر شہریر سے وزارت بنانے کے لیے کہا۔ قومی مجلس نے اس شرط کے ساتھ اس کی منظوری دی کہ نئی کابینہ میں اہم جماعتوں کو مناسب نمائندگی دی جائے۔ سوکارنو اور حتا سے مشورہ کے بعد شہریر نے دوسری وزارت بنائی جس میں ماشومی، قومی پارٹی، نوجوانوں کی عسکری تنظیم اشتراکی پارٹی اور کرسچین پارٹی کے نمائندوں کو شامل کیا گیا۔ لیکن متحارب محاذ کو کوئی جگہ نہ ملی۔ صدر اور قومی مجلس نے کابینہ کے اختیارات میں بھی اضافہ کر دیا اور اس کو قومی مجلس کے مساوی قانون سازی کا اختیار بھی مل گیا۔ کابینہ کو با اختیار بنانے کا اصل مقصد یہ تھا کہ وہ چند پیش نظر مسائل کو بخوبی حل کر سکے جن میں زیادہ اہم یہ تھے: انڈونیشیا کی آزادی کی اساس پر ولندیزیوں سے گفت و شنید، جمہوریہ کی مدافعت کے لیے فوجی قوت کی تنظیم، مرکزی اور صوبائی حکومتوں میں جمہوری نظام کی ترقی، پیداوار میں اضافہ اور اس کی مناسب تقسیم کا انتظام اور اہم صنعتوں اور مزرعوں کی نگرانی۔

حکومت کی حامی جماعت کا قیام

تان ملاکا نے جب یہ دیکھا کہ نمائندہ حکومت میں بھی اس کی جماعت کو شامل نہیں کیا گیا تو اس نے نئی حکومت اور اس کے پروگرام کی مخالفت شروع کر دی اور اپنی جماعت کی زبردست طاقت سے کام لینے کی دھمکی دی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ حکومت نے تان ملاکا اور متحارب محاذ کے چھ اور بڑے لیڈروں کو گرفتار کر لیا۔ لیکن لیڈروں کی گرفتاری کے بعد بھی متحارب محاذ نے حکومت کے خلاف پروپیگنڈا جاری رکھا اور اس کا جواب دینے کے لیے قومی اجتماع کے نام سے ایک سیاسی تنظیم

قائم کی گئی جس کو حکومت کی تائید حاصل تھی۔ یہ تنظیم مئی ۱۹۴۶ء میں قائم ہوئی اور کئی اہم جماعتیں متحارب محاذ سے نکل کر قومی تنظیم میں شامل ہوگئیں۔ متحارب محاذ کو اب بھی قومی پارٹی، نیم فوجی تنظیموں اور جنرل سودیرمان اور دوسرے کئی فوجی افسروں کی تائید حاصل تھی اس لیے یہ محاذ اب بھی کافی طاقتور اور خطرناک تھا۔ ان فوجی افسروں کو یہ اندیشہ تھا کہ ان کی تربیت جاپانیوں نے کی ہے اس لیے شہریر کو ان پر اعتماد نہیں اور وہ موقع ملتے ہی ان کو نکال دے گا۔ فوجی افسروں کی تائید کی وجہ سے پورا متحارب محاذ ایک نیم فوجی تنظیم بن گیا۔ اور اسی انداز میں ترقی کرنے لگا۔

نئی فوج کی تنظیم

شہریر اور شریف الدین کو یہ خطرہ تھا کہ اگر کسی وقت متحارب محاذ نے زبردستی حکومت پر قبضہ کرنا چاہا تو ان دونوں کے مخالف فوجی افسر اس کی تائید کریں گے۔ اور نازک حالات پیدا ہوجائیں گے۔ اس خطرہ کو دور کرنے کے لیے انہوں نے دو تدبیریں اختیار کیں۔ ایک تو یہ کہ بے قاعدہ فوجوں کو باقاعدہ فوج میں شامل کرکے ان کی وفاداری حاصل کرلی جائے۔ اور دوسرے یہ کہ تمام بے قاعدہ فوجوں اور عسکری تنظیموں میں سے اچھے سپاہیوں کا انتخاب کرکے ان کی ایک خاص فوج تیار کی جائے۔ اس فوج کا نام سیلی وانگی (SILIWANGI) رکھا گیا۔ اس کے افسروں نے ولندیزیوں سے تربیت حاصل کی تھی اور اس میں زیادہ تعداد تعلیم یافتہ یا خواندہ لوگوں کی تھی۔ کرنل ویدی، کرنل ہدایت، کرنل عبدالحارث ناسوشین اور کرنل سیانو پانگ اس فوج کے کمانڈر مقرر کیے گئے۔ اور یہ جمہوری فوج کا ایک ایسا طاقتور حصہ بن گئی جس پر حکومت کو پورا اعتماد تھا۔ نئی فوج قائم کرنے کے علاوہ شہریر نے پولیس کو بھی از سر نو منظم کیا اور اس کے متحرک دستے بنائے تاکہ شرپسند عناصر کی پوری طرح سرکوبی کی جاسکے۔

متحارب محاذ کی شرانگیزی

حکومت کے مخالف عناصر کا سب سے بڑا مرکز سوراکارتا تھا اور انہوں نے یہاں کے سلطان کے خلاف مہم چلا کر بدامنی پیدا کرنے کی کوشش کی۔ لیکن ان کی یہ مہم ناکام رہی۔ اس ناکامی کے بعد متحارب محاذ میں شامل فوجی

تنظیموں کے سپاہیوں نے سلطان مانگ کو گھر ان کے محل پر حملہ کر دیا لیکن ان کو ہزیمت ہوئی۔ جب مرکزی حکومت کو ان حملوں کی اطلاع ملی تو وزیر اعظم اور وزیر داخلہ وہاں گئے اور متحارب محاذ کے بارہ لیڈر گرفتار کر لیے گئے۔ متحارب محاذ نے ان لیڈروں کی گرفتاری کے خلاف مظاہرے کیے اور ان کی رہائی کے لیے جنرل سوویرمان سے اپیل کی۔ چنانچہ سوویرمان نے ان کو رہا کر دیا۔ جب سوویرمان سے بازپرس کی گئی تو اس کا جواب اطمینان بخش نہ تھا۔ لیکن موجودہ حالات میں سپہ سالار کو سزا دینا بھی مناسب نہ تھا۔ اس سے ایک طرف تو حکومت کے وقار کو نقصان پہنچا اور دوسری طرف شرپسند عناصر کی حوصلہ افزائی ہوئی۔ چنانچہ متحارب محاذ نے طاقت کے ذریعہ اقتدار حاصل کرنے کی سازش کی لیکن حکومت کو اس کا علم ہو گیا۔

دفاعی کونسل کا قیام اور حالتِ محاصرہ کا اعلان متحارب محاذ کی سازشوں کو ناکام بنانے کے لیے، جون ۱۹۴۶ء کو مجلس عاملہ کی منظوری سے سوکارنو نے جاوا اور مادورا میں حالتِ محاصرہ کا اعلان کر دیا۔ اور ایک قومی دفاعی کونسل قائم کی گئی جو کابینہ اور اس کے توسط سے مجلس عاملہ کے سامنے ذمہ دار قرار پائی۔ اس کونسل کو ہنگامی حالات میں فیصلہ کرنے کا اختیار دیا گیا۔ دفاعی کونسل میں وزیر اعظم، امور داخلی امور، مواصلات، مالیات اور معاشی امور کے وزیر، سپہ سالار اور تین جماعتوں، فی سبیل اللہ، مسلح نوجوانوں کی تنظیم اور کمیونسٹ پارٹی کے نمائندے شامل تھے جن کو صدر نے نامزد کیا تھا۔ لیکن دفاعی کونسل میں سپہ سالار اور پارٹیوں کے نمائندوں کی شرکت سے اس کے کاموں میں رکاوٹ پڑنے لگی اور شرانگیزوں کی سرگرمیاں جاری رہیں۔ چنانچہ ۲۰ جون کو جب شہریر انڈونیشی فوج کے ایک جنرل اور وزیر تجارت کے ساتھ سوراکارتا پہنچے تو ان کو اغوا کر کے ایک پہاڑی بستی میں پہنچا دیا گیا۔ یہ خبر ملنے پر شریف الدین کی صدارت میں کابینہ کا جلسہ ہوا اور یہ طے کیا گیا کہ غیر معمولی حالات کے پیش نظر تمام اختیارات صدر کو سونپ دیے جائیں۔

اور کابینہ بھی صدر کے سامنے براہِ راست ذمہ دار ہو۔ مجلس عاملہ نے اس فیصلے کی تصدیق کر دی اور تمام ملک میں حالتِ محاصرہ اور حالتِ جنگ کا اعلان کر دیا گیا۔

حکومت کا تختہ الٹنے کی سازش

متحارب محاذ میں شامل جماعتیں اور ان کے بیشتر رہنما صرف شہریر کے مخالف تھے۔ لیکن ملاکا، سوبارجو، سوکارنی اور یامین، سوکارنو اور حتا کے بھی خلاف تھے اور ان کی حکومت کا تختہ الٹنے کی سازشیں کر رہے تھے۔ سپہ سالار کی حمایت نے ان کو نڈر بنا دیا تھا۔ اب انہوں نے یہ سازش کی کہ سوکارنو کو مجبور کیا جائے کہ وہ اپنے فوجی اختیارات سپہ سالار کو منتقل کر دے۔ اس کے بعد اس کے حکومتی اختیارات دس افراد کی ایک سیاسی کمیٹی کو دیدیے جائیں جس کا صدر ملاکا ہو اور سوبارجو، سوکارنی اور یامین کو اس کمیٹی میں شامل کیا جائے۔ اس طرح سوکارنو کو بےبس کر دیا جائے اور ملاکا صدر جمہوریہ بن جائے۔ اس سازش کے مطابق سازشی لیڈر اپنے ایک حامی جنرل سودرسانو کو لے کر سوکارنو سے ملنے گئے اور کہا کہ ان کو سپہ سالار سودیرمان نے اس ہدایت کے ساتھ بھیجا ہے کہ وہ ایک حکم نامہ پر سوکارنو سے دستخط کرالیں۔ یہ حکم نامہ شہریر کابینہ کی برطرفی۔ تان ملاکا کی صدارت میں سیاسی مجلس اعلیٰ کے قیام۔ اور جنرل سودیرمان کو صدر کے فوجی اختیارات کی منتقلی پر مشتمل تھا۔ سوکارنو نے انکار کر دیا اور اپنے محافظ دستے کو حکم دیا کہ ان لوگوں کو گرفتار کرلے۔ سودیرمان نے یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی کہ وہ غیر جانبدار رہے۔ لیکن باغیوں کے خلاف مؤثر کارروائی کرنے سے برابر احتراز کرتا رہا۔

خانہ جنگی کا خطرہ

شہریر کے حامیوں نے جب یہ دیکھا کہ باغیوں کی سرکوبی کے لیے کوئی مؤثر کارروائی نہیں ہو رہی ہے اور انہوں نے شہریر کو اغوا کر لیا ہے تو وہ مشتعل ہو گئے اور مسلح نوجوانوں کے دستوں نے سوراکارتا اور مادیون پر قبضہ کر لیا۔ دوسری طرف شہریر کی قائم کردہ فوج سلی وانگی نے مغربی جاوا اور جوگجاکارتا کا رخ کیا۔ اب یہ یقین ہو گیا کہ اگر سازشیوں نے حکومت کا تختہ الٹنے کے لیے طاقت سے کام لیا تو خانہ جنگی شروع ہو جائے گی جس

کو نہ تو عوام پسند کرتے تھے اور نہ فوج کا بڑا حصہ اس کے لیے تیار تھا۔ کیونکہ خانہ جنگی سے یہ خطرہ تھا کہ جمہوریہ ختم ہو جائے گا اور ولندیزی پھر مسلط ہو جائیں گے۔ اسی خطرناک صورتِ حال کو محسوس کر کے سپہ سالار اور سازشیوں کے حامی فوجی عہدہ داروں نے اپنا رویہ بدل دیا اور متحارب محاذ کی تائید سے دست کش ہو گئے۔ اس طرح یہ سازش ناکام ہو گئی۔

سازش کی ناکامی

سپہ سالار سودیرمان نے جب اپنا رویہ تبدیل کیا تو سوکارنو نے اس کو شہریر کی حمایت کرنے پر آمادہ کر لیا۔ اور وہ اس شرط پر کہ اس کی سپہ سالاری باقی رکھی جائے، تان ملاکا، سوبارجو، سوکارنی، سومانتری اور دوسرے سازشی لیڈروں کو گرفتار کرنے پر بھی آمادہ ہو گیا۔ چنانچہ یہ سب لیڈر گرفتار کر لیے گئے۔ متحارب محاذ توڑ دیا گیا۔ شہریر کی مخالف جماعتیں تحلیل یا منتشر ہو گئیں اور ملاکا کے حامی اتنے کمزور پڑ گئے کہ حکومت کے خلاف کوئی جدوجہد کرنے کے قابل نہ رہے۔

اس سازش کی ناکامی کے بعد سوکارنو نے حکومت کو زیادہ نمائندہ بنانے کی کوشش کی اور قومی مجلس اور مجلسِ عاملہ کو از سرِ نو تشکیل دینے کی تجاویز پیش کیں۔ اگست ۱۹۴۶ء میں قومی مجلس نے یہ اعلان کیا کہ سازشیوں کی سرگرمیوں سے جو غیر معمولی حالات پیدا ہو گئے تھے وہ ختم ہو گئے ہیں۔ اور اب کابینہ قائم کی جائے گی جو قومی مجلس کے سامنے جوابدہ ہو گی۔ حکومت کے استحکام کے مدنظر قومی مجلس نے مخلوط وزارت قائم کرنے پر زور دیا۔ سوکارنو نے قومی مجلس سے مشورہ کر کے شہریر کو وزیراعظم نامزد کیا اور شہریر نے ماشومی اور قومی پارٹی کے لیڈروں سے گفتگو کر کے کابینہ بنائی جس میں تمام بڑی جماعتوں اور بعض چھوٹی جماعتوں کے نمائندے بھی شریک تھے۔

سماترہ میں انقلابی تحریک

جاوا کے بعد سب سے اہم جزیرہ سماترہ تھا جو کئی اعتبار سے جاوا پر بھی فوقیت رکھتا تھا۔ قومی بیداری اور سیاسی شعور کے اعتبار سے بھی اس کی خاص اہمیت تھی۔ اس دور کے ممتاز ترین

رہنماؤں میں اکثر کا تعلق ساترہ سے تھا۔ حتا، شہریر، محمد ناصر اور شریف الدین سب ساترہ ہی کے تھے۔ اور جاوا میں شروع ہونے والی تحریکیں ساترہ کو ضرور متاثر کرتی تھیں۔ اہل ساترہ کو جب اعلانِ آزادی کی خبر ملی تو وہاں بھی انقلابی تحریک بڑے جوش و خروش سے شروع ہو گئی۔ اور جاپانیوں کی جگہ سیاسی اقتدار حاصل کر لینے کی کوشش ہونے لگی۔ جاپانیوں نے کوئی مزاحمت نہ کی۔ اور محبانِ وطن آسانی سے نظم و نسق پر قابض ہو گئے۔ ساترہ کے لیڈروں اور جماعتوں نے سوکارنو، حتا اور شہریر کی حکومت و قیادت کو تسلیم کر لیا۔ اور مرکزی حکومت نے گورنر اور دوسرے اعلیٰ عہدہ داروں کا تقرر کیا۔ چونکہ جاوا اور ساترہ کے درمیان رسل و رسائل کا سلسلہ تقریباً بند تھا۔ اس لیے یہاں انقلابی تحریک خود مختار رہی اور نظامِ حکومت میں بھی پوری خود اختیاری حاصل تھی۔

ریاستی حکمرانوں کا طرزِ عمل

ساترہ میں بھی جاوا کی جماعتوں کے مماثل تنظیمیں موجود تھیں۔ لیکن ان پر مرکزی جماعتوں کی گرفت مضبوط نہ تھی۔ ان جماعتوں نے اپنی مرضی کے مطابق ساترہ میں انقلابی تحریک چلائی۔ ولندیزیوں نے آچیہ کی سلطنت کو ختم کر کے اس کی جگہ ۱۰۲ چھوٹی چھوٹی ریاستیں قائم کر دی تھیں۔ اور ان کے حاکموں نے ولندیزیوں کی مدد سے عوام کا جو استحصال کیا اس نے ان کے خلاف شدید نفرت پیدا کر دی تھی۔ ان حاکموں میں سے اکثر آزادی کی تحریک سے الگ رہے تھے۔ چنانچہ عوام جو پہلے ہی ان کے مخالف تھے۔ ان سے اور زیادہ نفرت کرنے لگے۔ فروری ۱۹۴۶ء میں خبر پھیلی کہ یہ حاکم اپنا کھویا ہوا اقتدار بحال کرنے کے لیے ولندیزیوں سے ساز باز کر رہے ہیں۔ اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان کے خلاف ایک زبردست تحریک شروع ہو گئی جس نے ایک معاشرتی انقلاب کی شکل اختیار کر لی۔

امرا کے خلاف ماشومی کی تحریک

ساترہ میں سب سے زیادہ اثر ماشومی کا تھا اور اس نے امرا کے خودغرضانہ طرزِ عمل سے تنگ آ کر ان کے خلاف ایک انقلابی تحریک ۱۹۴۵ء کے آخر میں ہی شروع کر دی تھی جس کا مقصد ان کو ریاستوں سے نکال دینا تھا۔ اب یہ تحریک اتنی شدت اختیار کر گئی کہ نصف کے قریب حاکم

مار ڈالے گئے۔ شمالی سماترہ سے یہ تحریک مشرقی سماترہ میں پھیلی اور وہاں بھی عوام کے مسلح گروہوں نے حاکموں کے گھروں کو لوٹنا اور ان کے خاندان کے لوگوں کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ ولندیزیوں کے زمانے میں تو یہ حاکم بڑے طاقتور تھے لیکن جاپانیوں نے ان کو اتنا کمزور کر دیا تھا کہ یہ اپنی مدافعت کے قابل بھی نہ تھے۔

مرکزی حکومت کا اثر

اس خونریزی اور فتنہ و فساد سے کمونسٹوں نے فائدہ اٹھایا اور حاکموں کے خلاف معاشری انقلاب کے حامیوں کو جمع کر کے متحارب محاذ کی شاخ قائم کر لی۔ جب یہ جماعت منظم ہو گئی اور اس میں ۴۲ جماعتیں شامل ہو گئیں تو کمونسٹوں نے اس محاذ کے ذریعہ مرکزی حکومت کے خلاف پروپیگنڈا شروع کر دیا۔ متحارب محاذ نے شہریر کے خلاف یہ پروپیگنڈا کیا کہ وہ ولندیزیوں کا آلۂ کار بن کر ملک کی آزادی و استحکام اور قومی مفاد کو خطرہ میں ڈال رہا ہے۔ سماترہ میں مرکزی حکومت کا اقتدار اتنا موثر نہ تھا کہ وہ متحارب محاذ کی سرگرمیوں کو کچل دیتی۔ اس لیے اس نے مارچ ۱۹۴۶ء میں شریف الدین وزیر دفاع کی قیادت میں ایک وفد سماترہ بھیجا جس میں محمد ناصر، عبدالمجید اور اسماعیل حاجب بھی شریک تھے۔ اس وفد نے صوبائی گورنر تنکو حسن سے تمام حالات معلوم کرنے کے بعد کئی سیاسی اور فوجی تنظیموں کے لیڈروں سے ملاقات کی اور ان کی حمایت حاصل کر کے شمالی سماترہ میں جمہوری حکومت کا اثر قائم کر دیا۔ مغربی سماترہ میں متحارب محاذ بہت طاقتور تھا۔ یہاں ماشومی پارٹی کے لیڈر ناصر نے اپنے اثر سے کام لیا اور بڑی ہوشیاری سے متحارب محاذ کی سازشوں کو ختم کر کے مرکزی حکومت کا اثر قائم کیا۔